سلسلہ اصلاحی رسائل ۸

تراویح کے اہم مسائل

اور اُس کی بیس۲۰ رکعات کا ثبوت

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی

تراویح کی بیس۲۰ رکعت کیوں؟
تراویح میں عورتوں کی جماعت
تراویح میں نابالغ بچے کی امامت
تراویح میں داڑھی منڈے کی امامت
تراویح پڑھانے پر اُجرت لینا
تراویح میں غلطی بتانے کا طریقہ
تراویح کی جماعت میں شرکت کے مسائل
تراویح کی قضا نہیں
تراویح کی نیت کا طریقہ

میمن اسلامک پبلشرز

تالیف مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب سکھروی مدظلہم

ناشر میمن اسلامک پبلشرز ۱/۱۸۸ لیاقت آباد کراچی

باہتمام ولی اللہ میمن - فون 4925727

قیمت -/۱۲ روپے

ملنے کے پتے

- میمن اسلامک پبلشرز - لیاقت آباد - ۱/۱۸۸ - کراچی
- ادارہ اسلامیات - ۱۹۰ انارکلی - لاہور
- دارالاشاعت - اردو بازار - کراچی -
- مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۴
- ادارۃ المعارف - دارالعلوم کراچی ۱۴
- مکتبۃ العارفی - ستیانہ روڈ - فیصل آباد

فہرست مضامین

****

تراویح کے اہم مسائل

اور

اس کی بیس رکعات کا ثبوت

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

تراویح کی بیس (۲۰) رکعات ہیں

سوال ⟵ تراویح کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اس کی کتنی رکعات ہیں؟ کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تراویح کا کوئی ثبوت ہے؟ اگر ہے تو کتنی رکعات؟

ہمارے یہاں لوگ کہتے ہیں کہ تراویح کی نماز صرف آٹھ رکعات

ہیں، بیس رکعات کا کوئی ثبوت نہیں ہے، اس سے عوام میں بڑا خلجان ہے۔ برائے کرم آپ واضح دلائل کے ساتھ قرآن وسنّت کی روشنی میں صحیح صورت حال متعین فرمائیں تاکہ ہماری پریشانی دور ہو اور راہ صواب ہم پر کھل جائے اور پھر اطمینان سے اس پر عمل پیرا ہو جائیں۔

جواب ← تراویح سنّت مؤکّدہ ہیں اور مرد و عورت دونوں کے لئے حکم ایک ہی ہے۔ اور تراویح کی بیس رکعات ہیں، اور یہ بیس رکعات سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ثابت ہیں۔ اسی لئے حضرات تابعین، ائمہ مجتہدین حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہؒ حضرت امام شافعیؒ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک تراویح کی بیس (۲۰) رکعات ہیں اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قول کے مطابق بھی تراویح کی بیس (۲۰) رکعات ہیں۔ ان چاروں برحق اماموں نے بیس (۲۰) سے کم تراویح کو اختیار نہیں فرمایا۔ یہی جمہور کا قول ہے اور آج تک مشرق سے مغرب تک پوری دنیا میں اسی پر اُمت مسلمہ کا عمل ہے، آج کل بھی مسجدِ الحرام مکّہ مکرّمہ میں اور مسجدِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) مدینہ منوّرہ میں تراویح کی بیس (۲۰) رکعات ہوتی ہیں۔ آٹھ رکعات تراویح پر عمل کرنے والے بہت اقلیت میں ہیں اور غلطی پر ہیں کیونکہ جن روایات میں آٹھ رکعات کا ذکر ہے، اس سے تہجد کی نماز مراد ہے، تراویح کی نماز مراد نہیں۔ اور یہ دونوں نمازیں الگ الگ ہیں۔

تراویح کی بیس (۲۰) رکعات ہونے پر چند دلائل

﴿ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلیَ اللّٰہُ علیہِ وَسلّم کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمضانَ عِشْرِیْنَ رکعۃً وَالْوِتْر ﴾ (رواہ ابن ابی شیبہ فی مصنفہ)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رمضان المبارک میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم وتر اور بیس رکعات (تراویح) پڑھا کرتے تھے"۔

فائدہ ◆ اس روایت کو ابن ابی شیبہؒ نے اپنی مصنّف میں، عبد بن حمید نے اپنی مسند میں، طبرانیؒ نے معجم کبیر میں، بیہقی نے اپنی سنن میں، اور امام بغویؒ نے "مصابیح السنہ" میں تحریر فرمایا ہے۔ اس حدیث مرفوع کے تمام راوی ثقہ ہیں سوائے ابراہیم بن عثمان کے، لیکن محض ایک راوی کی وجہ سے جبکہ بعض سے اس کی توثیق بھی منقول ہے، بالکل نظر انداز کرنا صحیح نہیں۔ علاوہ اس کے بہت سے آثار قویہ اور تعامل صحابہ سے اس کی تائید ہوتی ہے۔ جس سے اس کا یہ معمولی سا ضعف بھی دور ہو جاتا ہے اور اس مسئلہ میں اس سے استدلال کرنا یقیناً درست اور صحیح ہے۔

(اعلاء السنن صفحہ ۷۱ جلد ۷ بتصرف)

﴿ عَنْ یَزِیْدِ بْنِ رُوْمَانَ اَنَّہٗ قَالَ النَّاسُ یَقُوْمُوْنَ فِیْ

زَمَانِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فِیْ رَمَضَانَ بِثَلاَثٍ وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً ﴾

(رواہ مالکؒ واسنادہٗ مرسل قوی)

"حضرت یزید بن رومان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ رمضان میں بیس رکعات (تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھا کرتے تھے"۔

﴿ عَنْ یَحْیٰی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ عُمَرَ اُبْنِ الْخَطَّابِ اَمَرَ رَجُلاً یُصَلِّیْ بِھِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً ﴾

(رواہ ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ واسنادہ قویٌ مرسل)

"حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات (تراویح) پڑھائے"۔

﴿ وَعَنْ عَبْدِالْعَزِیْزِ بْنِ رَفِیْعٍ قَالَ، کَانَ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ فِیْ رَمَضَانَ بِالْمَدِیْنَۃِ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَیُوْتِرُ بِثَلاَثٍ ﴾

(اخرجہ ابوبکر بن ابی شیبۃ فی مصنفہ واسنادہ حسن)

"حضرت عبدالعزیز بن رفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ رمضان المبارک میں مدینہ منورہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو بیس رکعات (تراویح) اور تین رکعت وتر پڑھایا کرتے تھے۔

﴿عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السَّلَمِیْ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ دَعَا الْقُرَّآءَ فِیْ رَمَضَانَ فَاَمَرَ مِنْھُمْ رَجُلًا یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً قَالَ وَکَانَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یُوْتِرُ بِھِمْ الخ﴾

(السنن الکبری للبیہقی صفحہ ٤٩٦ کتاب الصلوۃ جلد دوم)

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان المبارک میں قراء کو بلایا' پھر ان میں سے ایک قاری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات تراویح پڑھائے۔ راوی کا کہنا ہے کہ وتر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود پڑھایا کرتے تھے"۔

فائدہ ◆ ان روایتوں اور دیگر تصریحات سے ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زمانہ میں بھی بیس رکعات تراویح پڑھی جاتی تھیں۔

علامہ ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "المغنی" میں بڑے

دلکش انداز سے بیس رکعات تراویح پڑھنے کے پس منظر کو اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ تراویح کی بیس رکعات ہیں اور یہ سنّت مؤکدہ ہیں۔ سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا آغاز فرمایا' دو یا تین شب آپ نے ان کی باقاعدہ جماعت فرمائی' پھر جب آپ نے اس کے بارے میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا انتہائی شوق وجذبہ دیکھا تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ نماز تراویح امت پر فرض نہ ہو جائے' اس لئے آپ نے اس کی جماعت ترک فرما دی' اور حضرات صحابہ کرام انفرادی طور پر تراویح پڑھتے رہے' یہاں تک کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دور آگیا' آپ انتہائی غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اب ان کی فرضیت کا کوئی امکان نہیں' لہٰذا اسے پھر جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے۔ بالآخر آپ نے اس کا فیصلہ فرما لیا' اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تراویح کی امامت پر مقرر فرمایا اور حضرات صحابہ میں سے کسی نے آپ کے اس فیصلہ کی نکیر نہیں فرمائی' بلکہ بخوشی اس پر عمل شروع کر دیا۔ اور روایات صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیس رکعات پڑھنے کا حکم فرمایا تھا' صحابہ کرام حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے' اسی پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا اجماع ہو گیا۔ اور ''اجماع'' خود مستقل حجت شرعیہ ہے۔ اس لئے بیس رکعات تراویح کے ثبوت میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے' یہی راہ حق ہے اور

اس کو چھوڑنا گمراہی ہے۔

(المغنی صفحہ ۷۹۹ جلد ۱ بزیادہ)

تراویح کا وقت

سوال ⬅ تراویح کا وقت عشاء کے فرضوں سے پہلے ہے یا بعد میں؟ اگر کوئی شخص فرضوں سے پہلے تراویح پڑھ لے اور بعد میں عشاء کے فرض ادا کرے تو کیا اس کی تراویح درست ہو جائیں گی' نیز تراویح کا وقت کب تک باقی رہتا ہے؟

جواب ⬅ نماز تراویح کا وقت عشاء کے فرضوں کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے۔ نماز عشاء سے پہلے اگر تراویح پڑھی جائیں گی تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہو گا۔ فرضوں کے بعد تراویح دوبارہ پڑھنی ہوں گی۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ درمختار صفحہ ۴۷۳ جلد ۱' والاختیار صفحہ ۶۹ جلد ۱)

سوال ⬅ تراویح اور وتر سب پڑھ لینے کے بعد معلوم ہوا کہ امام یا منفرد کو عشاء کے فرض میں کچھ سہو ہو گیا تھا جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تھی تو کیا صرف عشاء کے فرض لوٹائیں گے یا عشاء کے فرض کے ساتھ ساتھ تراویح اور وتر سب دوبارہ پڑھنے ہوں گے؟

جواب ⬅ تراویح عشاء کے تابع ہیں لہٰذا جیسے اگر کوئی شخص عشاء سے پہلے تراویح پڑھ لے تو تراویح نہیں ہوں گی۔ اسی طرح اگر عشاء کے فرض فاسد ہو جائیں اور منفرد یا امام تراویح پڑھ چکا ہے تو فرضوں کے

لوٹانے کے ساتھ تراویح بھی لوٹائی جائیں گی خواہ تراویح تمام پڑھ چکا ہو یا بعض، البتہ وتر کے لوٹانے کی ضرورت نہیں ______ کیونکہ وہ عشاء کے تابع نہیں ہیں۔ (ہندیہ وکبیری)

تراویح کی نیت

سوال ⬅ تراویح کی نیت کس طرح کرنی چاہیے؟

جواب ⬅ تراویح کی نیت یوں کرنی چاہیے :

"یا اللہ آپ کی رضا کے لئے تراویح پڑھتا ہوں" یا
"یا اللہ اس وقت کی سنّت ادا کرتا ہوں" یا
"رمضان المبارک کے قیامِ لیل کی نماز ادا کرتا ہوں"
یا "امام کی اقتداء میں تراویح پڑھ رہا ہوں" یا
"یا اللہ امام جو نماز پڑھا رہا ہے میں بھی وہی نماز ادا کرتا ہوں"

ان میں سے جو بھی نیت کی جائے تراویح ادا ہو جائیں گی۔ (خانیہ)

مسئلہ :۔ مطلقاً نماز یا نوافل کی نیت پر اکتفاء نہیں کرنا چاہیے۔ (خانیہ)

تراویح میں پورا قرآن کریم پڑھنا

سوال ⬅ تراویح میں پورا قرآنِ کریم پڑھنا افضل ہے یا سنّت؟ واضح فرمائیں!

جواب ⬅ ایک مرتبہ قرآنِ کریم ختم کرنا (پڑھ کر یا سن کر) سنّت ہے۔ دو مرتبہ فضیلت ہے اور تین مرتبہ افضل ہے لہٰذا اگر ہر رکعت میں تقریباً دس آیتیں پڑھی جائیں تو ایک مرتبہ بسہولت ختم ہو جائے گا اور مقتدیوں کو بھی گرانی نہ ہو گی، تاہم لوگوں کی سستی کی وجہ سے حتی الامکان سنّت کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔ (درمختار و خانیہ)

مسئلہ :-- جو لوگ حافظ ہیں ان کے لئے فضیلت یہ ہے کہ مسجد سے واپس آکر بیس رکعت اور پڑھا کریں تاکہ دو مرتبہ قرآنِ کریم ختم کرنے کی فضیلت حاصل ہو جائے۔ (خانیہ)

مسئلہ :-- ہر عشرہ میں ایک مرتبہ قرآن کریم ختم کرنا افضل ہے۔
(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ بحر)

مسئلہ :-- اگر مقتدی اس قدر ضعیف اور کاہل ہوں کہ ایک مرتبہ بھی پورا قرآن شریف نہ سن سکیں بلکہ اس کی وجہ سے جماعت چھوڑ دیں تو پھر جس قدر سننے پر وہ راضی ہوں اس قدر پڑھ لیا جائے یا الم ترکیف (سورۃ الفیل) سے پڑھ لیا جائے۔ (بحر) لیکن اس صورت میں ختم قرآنِ کریم کی سنّت کے ثواب سے محروم رہیں گے۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ خانیہ)

مسئلہ :-- ستائیسویں شب کو قرآن کریم ختم کرنا مستحب ہے۔
(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ بحر)

مسئلہ :-- اگر اپنی مسجد کے امام صاحب قرآن شریف ختم نہ کریں تو پھر کسی دوسری مسجد میں جہاں پر ختم ہو' تراویح پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں (کبیری) کیونکہ ختم کی سنت وہیں حاصل ہو گی۔ (فتاویٰ محمودیہ)

مسئلہ :-- اگر اپنی مسجد کے امام صاحب قرآن شریف غلط پڑھتے ہوں تو دوسری مسجد میں تراویح پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ ہندیہ)

ایک یا تین یا سات راتوں میں قرآن کریم ختم کرنا

سوال ⬅ آج کل بعض شہروں میں کسی جگہ ایک رات میں تراویح کے اندر قرآن کریم ختم کیا جاتا ہے اور بعض جگہ تین راتوں میں اور بعض جگہ سات راتوں میں' اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ⬅ اگر ایک رات میں یا تین یا سات راتوں میں تراویح کے اندر قرآن کریم اس طرح ختم کیا جائے کہ قواعد تجوید کے مطابق صاف صاف اور بالکل صحیح طریقہ سے پڑھا جائے' حروف نہ کاٹے جائیں اور صرف تعلمون' یعلمون سنائی نہ دے بلکہ کلام پاک اچھی طرح سامعین کی سمجھ میں آئے اور نمازی خوش دلی سے اس میں شریک ہوں تو اس طرح ختم کرنا جائز ہے' شرعاً کچھ مضائقہ نہیں ہے' لیکن اگر قرآن کریم صاف اور صحیح نہ پڑھا جائے' حروف کٹنے لگیں' سامعین کو سوائے تعلمون، یعلمون کے کچھ سمجھ میں نہ آئے جیسا کہ بعض جگہ صورتحال اسی طرح

ہے، تو پھر اس طرح پڑھنا درست نہیں ہے، اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

تراویح میں عورتوں کی جماعت

سوال ⬅ تراویح میں عورتوں کی جماعت کیسی ہے، جب کہ امام بھی عورت ہو اور مقتدی بھی عورت ہو؟ اسی طرح جو عورت حافظ قرآن ہو اور تراویح میں سنائے بغیر اس کا قرآن کریم حفظ نہ رہ سکتا ہو، بھولنے کا اندیشہ ہو، تو کیا ایسی حافظ عورت گھر کے اندر عورتوں کی جماعت میں تراویح کے اندر قرآن کریم سنا سکتی ہے یا نہیں؟

جواب ⬅ عورتوں کی جماعت کے بارے میں اصل حکم یہی ہے کہ ان کی جماعت مکروہ تحریمی ہے اگرچہ تراویح میں ہو، اس لئے خواتین کو تراویح اور وتر کی نماز بغیر جماعت کے الگ الگ پڑھنی چاہئے۔ البتہ جو عورت قرآن کریم کی حافظہ ہو اور تراویح میں سنائے بغیر حفظ رکھنا مشکل ہو اور بھولنے کا قوی اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں عورتوں کی جماعت تراویح میں حافظہ عورت کو قرآن کریم سنانے کی کوئی تصریح تو نہیں ملی، لیکن حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ بلا تداعی (بغیر اعلان کے) صرف گھر کی خواتین کو حافظہ عورت کے قرآن کریم کی یادداشت محفوظ رکھنے کی غرض سے اس شرط کے ساتھ اجازت دیا کرتے تھے کہ حافظہ عورت کی آواز گھر سے باہر نہ جائے اور تداعی سے پرہیز کیا جائے۔ تداعی سے پرہیز کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اندر دو باتوں میں سے کوئی بات نہ

پائی جائے۔ ایک یہ کہ اس کے لئے باقاعدہ اہتمام کرکے خواتین کو نہ بلایا جائے۔ دوسری یہ کہ اگرچہ اہتمام سے خواتین کو نہیں بلایا، لیکن اقتداء کرنے والی خواتین کی تعداد امام خاتون کے علاوہ دو یا تین سے زیادہ نہ ہو۔ حضرت مفتی اعظمؒ کی اس اجازت کی تائید ذیل کی تصریحات سے ہوتی ہے بلکہ آخری تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظہ خاتون کی اگر صرف ایک ہی خاتون مقتدی ہو اور دونوں برابر کھڑی ہوں تو اس میں کچھ کراہت نہیں۔

بہرحال جہاں تک ہوسکے حافظ خواتین کو بھی تراویح کی جماعت سے پرہیز کرنا چاہئے، البتہ بوقت ضرورت شرائطِ مذکورہ کے ساتھ مذکورہ گنجائش پر عمل کرسکتی ہیں۔

﴿ وفی خلاصة الفتاوٰی ، امامة المرأة للنساء جائزة الا ان صلاتهن فرادیٰ أفضل ﴾

(صفحه ۱٤۷ جلد ۱)

﴿ قوله : ویکره تحریما جماعة النساء ، لان الا مام ان تقدمت لزم زیادة الکشف وان وقفت وسط الصف لزم ترك المقام مقامه و کل منهما مکروه کمافی العنایة وهذا یقتضی عدم الکراهة لواقتدت واحدة محاذیة لفقد الامرین اه ﴾

(طحطاوی علی الدر صفحه ۲٤۵ جلد ۱ "تبویب رجسٹر ۳۸،۳۵۷ الف)

تراویح میں نابالغ بچّے کی امامت

سوال ⟵ نابالغ بچہ کلام پاک کا حافظ ہے، کیا وہ مردوں کو تراویح پڑھا سکتا ہے؟

جواب ⟵ مختار اور صحیح قول یہ ہے کہ نابالغ بچہ "چاہے قریب البلوغ ہی کیوں نہ ہو" تراویح میں بالغوں کی امامت نہیں کرا سکتا اور ان کو تراویح نہیں پڑھا سکتا۔ (ہدایہ و در مختار)

مسئلہ :- نابالغ کو تراویح کے لئے امام بنانا درست نہیں (کبیری) البتہ اگر وہ نابالغوں کی امامت کرے تو جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ خانیہ)

تراویح میں جماعت کا حکم

سوال ⟵ تراویح جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کرنا واجب ہے یا سنّت؟ وضاحت فرمائیں نیز تراویح کی جماعت اگر گھر میں کرلی جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟

جواب ⟵ تراویح مسجد میں باجماعت پڑھنا سنّتِ کفایہ ہے یعنی مسجد میں اگر تراویح کی جماعت نہ ہو اور تمام اہلِ محلّہ تراویح کی جماعت کو چھوڑ دیں تو تمام اہلِ محلّہ گنہگار ہوں گے اور تارکینِ سنّت بھی، اور اگر بعض نے باجماعت مسجد میں اور بعض نے باجماعت گھر میں ادا کی تو ترکِ سنّت کا گناہ تو نہ ہوگا مگر گھر میں تراویح پڑھنے والے مسجد کی فضیلت عظمیٰ

اور جماعتِ مسجد کی فضیلت اعلیٰ سے محروم رہیں گے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ تراویح کی جماعت سنّتِ کفایہ نہیں بلکہ ہر ہر شخص پر جماعت سے تراویح پڑھنا مستقل سنّت ہے لہٰذا اگر کوئی شخص جماعت چھوڑ دے، چاہے مسجد ہی میں تراویح ادا کرلے پھر بھی ترک سنت کا گناہ ہوگا۔ (شامی وکبیری)

امدادالفتاویٰ میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مصالح دین کے پیش نظر اسی قول ثانی پر فتویٰ ہونا چاہئے۔ اس لئے پورے اہتمام کے ساتھ مسجد میں جماعت کے ساتھ تراویح ادا کرنی چاہئے اور بلا ضرورت گھر میں تراویح کی جماعت کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

مسئلہ :-- گھر پر تراویح کی جماعت کرنے سے بھی جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی اور جماعت سے تراویح پڑھنے کی سنّت بھی ادا ہو جائے گی لیکن مسجد میں پڑھنے کا جو ستائیس درجہ ثواب ہے وہ نہیں ملے گا۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ کبیری صفحہ ۳۸۴)

مسئلہ :-- تراویح کی جماعت عشاء کی جماعت کے تابع ہے (لہٰذا عشاء کی جماعت سے پہلے تراویح جائز نہیں) اور جس مسجد میں عشاء کی جماعت نہیں ہوئی وہاں پر تراویح کو بھی جماعت سے پڑھنا درست نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ کبیری صفحہ ۳۹۱)

مسئلہ :-- ایک شخص تراویح پڑھ چکا ہے، امام بن کر یا مقتدی ہو کر۔ اب اسی شب میں اس کو امام بن کر تراویح پڑھنا درست نہیں البتہ دوسری مسجد میں اگر تراویح کی جماعت ہو رہی ہو تو وہاں جاکر (بہ نیت نفل)

جماعت میں شریک ہونا بلا کراہت جائز ہے۔ (کبیری صفحہ ۳۸۹)

مسئلہ :-- ایک امام کے پیچھے فرض اور دوسرے امام کے پیچھے تراویح اور وتر پڑھنا بھی جائز ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ کبیری)

مسئلہ :-- کسی مسجد میں ایک مرتبہ تراویح کی جماعت ہو چکی ہو تو دوسری مرتبہ اسی شب میں وہاں تراویح کی جماعت جائز نہیں، لیکن تنہا تنہا پڑھنا درست ہے۔(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ بحر)

تراویح میں داڑھی منڈے کی امامت

سوال ⬅ بعض حفاظ ایسا کرتے ہیں کہ تمام سال داڑھی منڈواتے یا کترواتے رہتے ہیں اور ماہ رمضان سے کچھ عرصہ پہلے داڑھی چھوڑ دیتے ہیں، رمضان تک کچھ ہلکی ہلکی سی داڑھی نکل آتی ہے، پھر لوگ انھیں تراویح پڑھانے کے لئے امام مقرر کرلیتے ہیں اور رمضان کے بعد یہ حفّاظ حسبِ سابق دوبارہ داڑھی منڈوا یا کتروا لیتے ہیں، تو ایسے حفّاظ کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب ⬅ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے (جو آگے آرہی ہے) داڑھی کا چھوڑنا اور زیادہ کرنا اور مونچھوں کا کتروانا اور کم کرنا ثابت ہے اور داڑھی جبکہ ایک مٹھی سے کم ہو تو اس کا منڈوانا یا کتروانا شرعاً بالکل ناجائز ہے۔ لہٰذا جو حفّاظ ایک مٹھی سے کم داڑھی کو منڈواتے یا کترواتے ہیں وہ ارتکاب حرام کی وجہ سے فاسق ہیں (خواہ دوسری باتوں

میں کتنے ہی نیک ہوں مگر ان باتوں سے یہ فسق ختم نہیں ہو سکتا) اور فاسق کے پیچھے تراویح پڑھنا مکروہ تحریمی ہے' یعنی حرام کے قریب ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔ ہر مسجد کی انتظامیہ کا فرض ہے کہ اچھی طرح دیکھ بھال کر تراویح کے لئے حافظ مقرر کرے۔ اس میں قرابت داری یا باہمی تعلّقات کی رعایت کرکے فاسق کو امام مقرر کرنا جائز نہیں ہے' جو انتظامیہ ایسا کرے گی وہ گنہگار ہوگی اور لوگوں کی نماز خراب کرنے کا وبال بھی انہی پر ہوگا۔ لہٰذا تراویح کے لئے ایسا حافظ منتخب کریں جو ظاہراً بھی باشرع' متقی اور پرہیزگار ہو۔

﴿ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: خالفوا المشرکین اوفروا اللّحیٰ واحفوا الشوارب وفی روایۃ انھکوا الشوارب و اعفوا اللّحیٰ، متفق علیہ ﴾ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸۰)

البتہ اگر کوئی حافظ داڑھی منڈوانے یا کتروانے کے گناہ سے سچے دل کے ساتھ توبہ کرلے اور آثار و قرائن سے نمازیوں کو یا انتظامیہ کو اس کی توبہ پر اطمینان ہو تو بعد توبہ صادقہ کے اس کو تراویح میں امام بنا لینا درست ہے۔

تراویح پڑھانے کی اجرت

سوال ⟵ (الف) اجرت دے کر تراویح پڑھوانا کیسا ہے؟ بعض حفّاظ صاف صاف معاملہ کرتے ہیں۔ بعض یوں کہہ دیتے ہیں کہ جو آپ چاہیں دے دینا۔ بعض کچھ نہیں کہتے مگر لینے کی نیت ہوتی ہے۔ کسی جگہ متولّی صاحب کہہ دیتے ہیں کہ اپنی خوشی سے جو چاہیں گے دے دیں گے، تو اس طرح کی اجرت کا تعین مشروط یا معروف طور پر شرعاً درست ہے؟

(ب) بعض جگہ رقم کے علاوہ جوڑا بھی بنا کر دیتے ہیں اور بعض مساجد میں ختم قرآن کے موقع پر یا اس سے پہلے تراویح پڑھانے والے کی امداد کرنے کے لئے لوگوں سے باقاعدہ چندہ جمع کیا جاتا ہے اور تراویح پڑھانے والے کو دے دیا جاتا ہے، اس کے لینے کا کیا حکم ہے؟

(ج) بعض لوگ انفرادی طور پر تنہائی میں امام صاحب کی کچھ مدد کر دیتے ہیں۔ پہلے سے کچھ طے نہیں ہوتا، نہ ملنے کی امید ہوتی ہے، تو اس کا لینا جائز ہے یا نہیں؟ نیز حافظ صاحب مسجد کی انتظامیہ سے اپنی آمد و رفت کا خرچہ لے سکتے ہیں یا نہیں۔ اسی طرح اگر تراویح پڑھانے کے لئے حافظ صاحب دوسرے شہر میں جائیں اور وہاں قیام کریں تو وہاں کے قیام کا خرچہ بھی لے سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب ⟵ (الف، ب) تراویح میں کلام پاک پڑھنے کی اجرت خواہ مشروط ہو یا معروف ہو، جیسا کہ عام طور پر رائج ہے کہ کسی نہ کسی عنوان سے لینا دینا لازم سمجھا جاتا ہے، اور حفاظ بھی ایسی جگہ کی تلاش میں ہوتے ہیں جہاں زیادہ ملنے کی امید ہو، حتیٰ کہ اگر دوسرے شہر جانا پڑے تو

اس کو بھی برداشت کرتے ہیں، اور اگر کسی جگہ کچھ امید ملنے کی نہ ہو تو وہاں نہیں جاتے، بلانے پر بھی عذر کردیتے ہیں، اور اگر زبان سے نہ کہیں مگر دل میں ملنے یا لینے کی نیت ہوتی ہے تو ان سب صورتوں میں ہدیہ، چندہ اور اعانت کے عنوان سے جو کچھ نقدی یا جوڑا دیا جاتا ہے، ان کا لینا حرام ہے، کیونکہ قرآنِ کریم پڑھنا عبادت ہے اور عبادت پر اجرت لینا حرام ہے۔

بعض حضرات اس کو اذان و اقامت اور تعلیم و وعظ پر قیاس کر کے جائز کہتے ہیں۔ مگر ان کا یہ قیاس غلط ہے کیونکہ اصل مسئلہ ان میں بھی عدم جواز ہی کا ہے مگر متأخرین فقہاء نے ضروریات شرعی کی وجہ سے ان کو مستثنیٰ کیا ہے اور تراویح میں قرآن سنانا ضروریات دین میں سے نہیں ہے، لہٰذا اس کی اجرت حرام رہے گی۔ (امداد الفتاویٰ صفحہ ۲۹۰ جلد ا میں اس مسئلہ پر مفصّل بحث کی گئی ہے) لہٰذا اگر خالص لوجہ اللہ تراویح پڑھانے والا حافظ نہ ملے تو تراویح "الم ترکیف" سے پڑھ لی جائیں۔

(ج) اگر کسی حافظ نے خالص اللہ کی رضا کے لئے قرآن سنایا اور معروف یا مشروط طور پر کچھ نہ ٹھہرایا اور نہ لینے کا کوئی ارادہ تھا۔ پھر اتفاق سے چپکے سے کسی نے کچھ پیش کردیا تو اس کا لینا درست ہے۔ یہ اجرت کے حکم میں داخل نہیں ہے۔

تراویح کے لئے اجرت پر امام مقرر کرنا

سوال ⟸ جس طرح پانچ وقت کی نمازوں کے لئے اجرت پر امام مقرر

کیا جاتا ہے' اسی طرح ماہ رمضان میں تراویح پڑھانے کے لئے کسی حافظ کو اجرت پر امام مقرر کرنا کیسا ہے' جائز ہے یا نہیں؟

جواب ⬅ چونکہ مقصود اصلی یہاں امامت نہیں ہے بلکہ تراویح میں قرآن پاک کا ختم ہے' اس لئے اس پر جو اجرت لی اور دی جائے گی وہ ختم قرآن کی وجہ سے ہوگی نہ کہ محض امامت کی وجہ سے' لہٰذا یہ اجرت ناجائز ہوگی' اور قرآن کریم کی اجرت حلال کرنے کے لئے یہ حیلہ اختیار کرنا درست نہ ہوگا۔ (ملخص از فتاویٰ دارالعلوم مدلل)

ہر چار رکعت پر جلسہ استراحت اور اس کی دعاء

سوال ⬅ تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد بیٹھنے کا کیا حکم ہے؟ کتنی دیر بیٹھنا چاہئے اور اس میں کیا کرنا چاہئے؟

جواب ⬅ ہر ترویحہ یعنی چار رکعت پڑھ کر اتنی ہی دیر یعنی چار رکعت کے موافق جلسہ استراحت کرنا مستحب ہے (اسی طرح پانچویں ترویحہ یعنی بیس رکعت کے بعد وتر سے پہلے بھی جلسہ استراحت مستحب ہے لیکن اگر مقتدیوں پر جلسہ استراحت سے گرانی ہوتی ہو تو نہ بیٹھے۔ (عالمگیری) اور جلسہ استراحت میں اختیار ہے کہ تسبیح' قرآن شریف' نفلیں' جو دل چاہے پڑھتا رہے۔ اہل مکہ کا معمول طواف کرنے اور دو رکعت نفل پڑھنے کا ہے اور اہل مدینہ کا معمول چار رکعت پڑھنے کا (کبیری) اور اس دوران یہ دعاء بھی منقول ہے :

﴿ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ، سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا يَمُوْتُ، سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نَسْاَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ ﴾

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ شامی)

مسئلہ :-- دس رکعت پر جلسہ استراحت کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ کبیری)

جلسہ استراحت میں زور سے درود پڑھنا

سوال ⟸ ہمارے یہاں ہر تراویح کی چار رکعت کے بعد جلسہ استراحت کرتے ہیں اور ہر جلسہ استراحت میں امام اور تمام مقتدی باآواز بلند درود اور کلمہ توحید و استغفار پڑھتے ہیں۔ ایسے پڑھنا کیسا ہے کتب فقہ سے جواب دیں۔

جواب ⟸ دعاء و درود آہستہ پڑھنا افضل ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے :

﴿ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ﴾ (الآیۃ)

"تم اپنے رب کو آہستہ اور عاجزی کے ساتھ پکارو"۔

(فتاویٰ محمودیہ)

شفعہ کسے کہتے ہیں

سوال ⬅ ہر شفعہ کے بعد دو رکعت علیحدہ پڑھنا بدعت ہے تو جواب طلب امر یہ ہے کہ شفعہ کسے کہتے ہیں؟

جواب ⬅ دو رکعت کو شفعہ کہتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ)

ایک سلام سے بیس تراویح پڑھنا

سوال ⬅ تراویح کی کتنی رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا جائز ہے؟ تفصیلی جواب دیجئے۔

جواب ⬅ تراویح کی دو دو رکعت ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے اور چار رکعات بھی ایک سلام سے پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور آٹھ رکعت بھی ایک سلام سے پڑھنا مکروہ نہیں (مگر ہر ترویحہ پر جلسہ استراحت کی فضیلت حاصل نہ ہوگی) البتہ آٹھ رکعت سے زائد خلاف اولیٰ اور مکروہ ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ کبیری)

تراویح عشاء کے تابع ہیں

سوال ⬅ زید جب مسجد میں آیا تو دیکھا کہ عشاء کی نماز ہوگئی ہے اور

تراویح ہو رہی ہے' تو اب زید پہلے عشاء کے فرض پڑھے یا تراویح میں شریک ہو جائے؟

جواب ⟸ زید کو چاہئے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھے یعنی چار فرض اور دو سنّت پڑھے اور پھر تراویح میں شریک ہو' کیونکہ تراویح عشاء کے فرض کے تابع ہے۔ اور اس دوران میں جو تراویح کی رکعات رہ جائیں انھیں دو ترویحوں کے درمیان جلسہ استراحت کے وقت پوری کرلے' اگر موقع نہ ملے تو وتر پڑھنے کے بعد پڑھے۔ (ہندیہ)

اکیلے عشاء کے فرض پڑھنے والے کا جماعت سے وتر پڑھنا یا پڑھانا

سوال ⟸ زید نے عشاء کے فرض بغیر جماعت کے پڑھے اور تراویح میں امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو اب وتر بھی جماعت سے پڑھ سکتا ہے یا نہیں۔ نیز اگر تراویح کی کچھ رکعت رہ گئی ہوں تو بھی وتر کی جماعت میں شرکت کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب ⟸ زید نے اگرچہ عشاء کے فرض جماعت سے نہ پڑھے ہوں مگر تراویح اور وتر میں امام کے ساتھ شریک ہو سکتا ہے۔ اور اگر کچھ تراویح باقی رہ گئی ہوں تو انہیں وتر ادا کرنے کے بعد ادا کرے۔ (ہندیہ)

مسئلہ :-- اسی طرح اگر زید نے عشاء کے فرض جماعت سے نہیں پڑھے بلکہ تنہا پڑھے ہیں' تب بھی وہ تراویح اور وتر کی نمازوں میں امامت کر سکتا

ہے۔

ابتداء تراویح کے وقت لوگوں کا بیٹھے رہنا

سوال ⬅ تراویح کے شروع ہونے کے وقت بعض لوگ پیچھے بیٹھے رہتے ہیں یا کسی دوسرے کام میں مشغول ہوجاتے ہیں اور امام جب رکوع میں جاتا ہے تو یہ لوگ کھڑے ہوکر رکوع میں شامل ہوجاتے ہیں' اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ⬅ اس طرح کرنا مکروہ اور منع ہے کیونکہ اس میں نماز پڑھنے میں سستی کا اظہار ہے جو منافقین کے عمل کے مشابہ ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ خانیہ)

مسئلہ :-- جس شخص پر نیند کا غلبہ ہو اس کو چاہئے کہ کچھ دیر سو رہے' اس کے بعد تراویح پڑھے۔ (شامی)

مسئلہ :-- تراویح کو شمار کرتے رہنا مکروہ ہے' کیونکہ یہ اُکتا جانے کی علامت ہے۔ (خانیہ)

مسئلہ :-- مستحب یہ ہے کہ شب کا اکثر حصّہ تراویح میں خرچ کیا جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ بحر)

تراویح پورے ماہ پڑھنا سنت ہیں

سوال ⬅ تراویح میں جب قرآنِ پاک ختم ہو جاتا ہے تو بعض لوگ

تراویح بھی چھوڑ دیتے ہیں' کیا یہ صحیح ہے؟

جواب ← یہاں دو چیزیں جدا جدا سنّت ہیں۔ ایک تو تراویح میں قرآن پاک کا ختم کرنا جو مستقل الگ سنّت ہے۔ اور دوسری : پورے مہینے تراویح پڑھنا۔ یہ علیحدہ سنّتِ مؤکدہ ہیں۔ تراویح رمضان کا چاند نظر آنے پر شروع ہوتی ہیں اور عیدالفطر کا چاند نظر آنے پر ختم ہوتی ہیں۔ چنانچہ اگر کلام پاک کسی جگہ ایک رات یا تین راتوں یا سات راتوں یا دس پندرہ روز میں ختم ہو جائے تو بھی بقیہ رمضان میں روزانہ تراویح پڑھنی ہوں گی۔ کیونکہ یہاں ایک سنّت ختمِ قرآن تو مکمل ہو گئی۔ مگر دوسری سنّت تراویح باقی ہیں' لہٰذا ختم قرآن کے بعد رمضان کی جتنی راتیں باقی ہوں ان میں بھی تراویح جماعت سے پڑھنی چاہئیں۔ (ہندیہ)

رکعات تراویح میں شبہ کے مسائل

سوال ← رکعات تراویح کے بارے میں مقتدی حضرات کے درمیان اختلاف ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ اٹھارہ ہوئیں اور بعض کہتے ہیں کہ بیس ہوئیں اور ہر فریق کو اپنی بات کا پورا یقین ہے' تو اب کس کا قول معتبر ہو گا۔

جواب ← امام جس طرف ہو گا اس جماعت کا قول معتبر ہو گا۔

﴿فان اختلفوا وکان الامام مع بعضهم رجع اذا ادعی کل فریق الیقین﴾ (کبیری صفحہ ۳۸۷)

سوال ⬅ امام نے دو رکعت تراویح پڑھ کر سلام پھیرا تو مقتدیوں میں اختلاف ہوا۔ بعض کہتے ہیں دو رکعت ہوئیں، بعض کہتے ہیں تین ہوئیں تو اب امام کس کی بات مانے اور اگر امام کو بھی شک ہو جائے تو کس بات پر عمل کرے۔

جواب ⬅ اگر امام کو بھی یقین ہے کہ دو رکعت ہوئی ہیں، تب تو امام ہی کی بات معتبر ہوگی، مقتدیوں کی بات کا اعتبار نہ ہوگا، لیکن اگر خود امام کو بھی شک ہو جائے تو اس صورت میں مقتدیوں میں جو لوگ امام کے نزدیک سچے اور قابل اعتبار ہیں۔ ان کی بات مانی جائے گی۔

(قاضی خان صفحہ ۲۳۹ جلد ۱، کبیری صفحہ ۳۸۷)

سوال ⬅ تراویح کی رکعات میں امام کو شک ہو گیا کہ اٹھارہ ہوئی ہیں یا بیس؟ اور مقتدیوں میں بھی اختلاف ہے اور امام کو مقتدیوں میں سے کسی کی بات کا یقین بھی نہیں ہے، تو ایسی صورت میں امام کیا کرے۔

جواب ⬅ جب یہ صورت پیش آئے تو سمجھا جائے گا کہ گویا سب لوگ شک میں مبتلا ہیں۔ جس کا حکم یہ ہے کہ بغیر جماعت کے سب لوگ علیحدہ علیحدہ دو رکعت تراویح پڑھیں، جس میں انہیں شک ہوا ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ، بحوالہ قاضی خان صفحہ ۲۳۹ جلد ۱، کبیری صفحہ ۳۸۷)

مسئلہ :۔ اگر اٹھارہ رکعت پڑھ کر امام سمجھا کہ بیس تراویح پوری ہو گئیں اور وتروں کی نیت باندھ لی مگر دو رکعت وتر پڑھ کر یاد آیا کہ دو رکعت تراویح باقی رہ گئی ہیں۔ اور اسی وقت دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو یہ

وتر کی نیت سے پڑھی ہوئی دو رکعتیں تراویح میں شمار نہ ہونگیں۔
(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ خانیہ)

مسئلہ :-- اگر وتر پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ تراویح کی دو رکعتیں رہ گئی ہیں تو اس کو بھی جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ :-- اگر وتر کے بعد میں یاد آیا کہ ایک مرتبہ صرف ایک ہی رکعت پڑھی گئی اور دو رکعت پوری نہیں ہوئیں تھیں اور کل تراویح انیس ہوئی ہیں تو صرف انہی دو رکعت کا اعادہ ہوگا اور اس کے بعد کی تمام تراویح کا اعادہ نہ ہوگا۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ کبیری)

مسئلہ :-- جب فاسد رکعات کا اعادہ کیا جائے تو اس میں جس قدر قرآن شریف پڑھا تھا اس کا بھی اعادہ کرنا چاہیے تاکہ تمام قرآن شریف صحیح نماز میں ختم ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ خانیہ)

مسئلہ :-- ایک شخص تراویح سمجھ کر نماز میں شریک ہوا پھر معلوم ہوا کہ امام وتر پڑھا رہا ہے، تو اس کو چاہیے کہ امام کے سلام کے بعد چوتھی رکعت بھی اپنی رکعات میں ملالے لیکن اگر امام کے ساتھ سلام پھیر دیا اور چوتھی رکعت نہیں ملائی تب بھی اس کے ذمہ اس کی قضا نہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ)

تراویح میں رکعت یا قعدہ کا بھولنا

سوال ⟸ تراویح کی دوسری رکعت میں بیٹھنا بھول جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب ⬅ تراویح کی دوسری رکعت پر قعدہ بھول کر کھڑا ہو جائے تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو' واپس آکر بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرلیا ہو تو چوتھی رکعت ملا کر سجدہ سہو کر کے نماز مکمل کرے' مگر ان چار رکعت کو صرف دو رکعت شمار کیا جائے یعنی دو رکعت تراویح ہوں گی اور دو رکعت نفل۔

(ہندیہ)

مسئلہ :- اسی طرح اگر امام نے دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا بلکہ چار پڑھ کر قعدہ کیا اور سجدہ سہو بھی کرلیا تو یہ اخیر کی دو رکعت تراویح شمار ہوں گی اور پہلی دو رکعت نفل ہو جائیں گی۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ کبیری)

سوال ⬅ امام یا منفرد نے تراویح کی تین رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا تو اب اس کی دو رکعت تراویح ٹھیک ہوئی یا نہیں؟

جواب ⬅ اگر امام یا منفرد دوسری رکعت میں بیٹھ گئے تھے تب تو دو رکعت تراویح صحیح ہو گئیں' لیکن نفل کی ایک رکعت ملا چکا تھا لہٰذا چوتھی رکعت بھی ملانی چاہیے تھی مگر جبکہ درمیان میں سلام پھیر دیا تو اب دو رکعت نفل کی قضاء پڑھنا واجب ہوگی۔ اور اگر دوسری رکعت کا قعدہ بالکل کیا ہی نہیں بلکہ بھول کر تیسری رکعت کے بعد دو رکعت سمجھ کر سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو گئی۔ اب یہ دو رکعت تراویح دوبارہ پڑھنی پڑیں گی۔ اور ان تین رکعات میں جس قدر قرآن شریف پڑھا تھا' اس کا بھی اعادہ ہو گا۔ (خانیہ)

تراویح میں غلطی بتانے کا طریقہ

سوال ⬅ اگر تراویح میں امام غلطی سے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے تو مقتدیوں کو کن الفاظ کے ذریعے امام کو اس کی غلطی یاد دلانی چاہئے؟

جواب ⬅ تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے مقتدیوں کو لفظ سبحان اللہ کہنا چاہئے تاکہ امام واپس قعدہ میں بیٹھ جائے۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ ہندیہ صفحہ ۷۸ جلد ۱)

مسئلہ :-- تراویح میں امام کو قرات وغیرہ میں غلطی بتلانے کے لئے نابالغ حافظ کو مقرر کرنا جائز ہے' اور نابالغ حافظ جب امام کے ساتھ نماز میں شریک ہو اور امام کو لقمہ دے تو جائز ہے' اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(طحطاوی علی المراقی بتصرف)

مسئلہ :-- اور نیز مردوں کی صف اول میں امام کے پیچھے نابالغ حافظ کو غلطی بتلانے کی غرض سے کھڑا کرنا بھی جائز ہے۔

(احسن الفتاویٰ بتصرف)

بلا عذر تراویح بیٹھ کر پڑھنا

مسئلہ :-- بلا عذر تراویح بیٹھ کر پڑھنے سے تراویح ادا ہو جائے گی' مگر ثواب نصف ملے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ ہندیہ)

مسئلہ :۔ اگر امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر تراویح پڑھائے، تب بھی مقتدیوں کو کھڑے ہو کر پڑھنا مستحب ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ خانیہ)

جماعت تراویح میں شرکت کے مسائل

مسئلہ :۔ کوئی شخص ایسے وقت جماعت میں شریک ہوا کہ امام قرأت شروع کر چکا تھا تو اب اس کو سبحانک اللّٰھم نہیں پڑھنا چاہئے۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ کبیری)

مسئلہ :۔ اگر مسبوق نے امام کے ساتھ یا امام سے کچھ پہلے بھول کر سلام پھیر دیا تو اس پر سجدہ سہو واجب نہیں اور اگر امام کے لفظ السلام کہنے کے بعد سلام پھیرا ہے تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط)

مسئلہ :۔ مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے اس وقت تک نہ اٹھے جب تک کہ امام کی نماز ختم ہونے کا یقین نہ ہو جائے۔ (محیط)

کیونکہ بعض دفعہ امام سجدہ سہو کے لئے سلام پھیرتا ہے اور مسبوق اس کو ختم کا سلام سمجھ کر اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں فوراً لوٹ کر امام کے ساتھ شریک ہو جانا چاہئے۔

مسئلہ :۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں آیا کہ امام رکوع میں تھا، یہ فوراً تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں شریک ہوا اور جب ہی امام نے رکوع سے سر اٹھا لیا، پس اگر سیدھا کھڑا ہونے کی حالت میں تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں

گیا تھا اور رکوع میں جھکنے سے پہلے پہلے اللہ اکبر کہہ چکا تھا اور کمر کو رکوع میں برابر کر لیا تھا اس کے بعد امام نے رکوع سے سر اٹھایا ہے' تب تو رکعت مل گئی' تسبیح اگرچہ ایک مرتبہ بھی نہ کہی ہو۔ اور اگر امام کے سر اٹھانے سے پہلے رکوع میں کمر کو برابر نہیں کر سکا تو رکعت نہیں ملی' اور اگر تکبیر سیدھے کھڑے ہو کر نہیں کہی بلکہ جھکتے ہوئے کہی اور رکوع میں پہنچ کر ختم کی ہے تو یہ نماز شروع کرنا ہی صحیح نہیں ہوا' اور اس کی نماز نہیں ہوئی۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط)

مسئلہ :۔ اگر قیام میں امام کے ساتھ شریک ہو گیا مگر رکوع امام کے ساتھ نہیں کیا' بلکہ امام کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رکوع کیا' تب بھی رکعت مل گئی۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط بتصرف)

مسئلہ :۔ اگر رکوع میں امام کے ساتھ آکر شریک ہوا اور صرف ایک ہی مرتبہ تکبیر کہی (یعنی تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیر دونوں نہیں کہیں) تب بھی نماز صحیح ہو گئی۔ (فتح القدیر) بشرطیکہ تکبیر کھڑے ہونے کی حالت میں کہی ہو' رکوع میں نہ کہی ہو۔

مسئلہ :۔ امام جب تشہد کے لئے بیٹھا تو ایک مقتدی سو گیا' امام نے سلام پھیر کر دوسری دو رکعتیں شروع کر دیں' پھر جب تشہد کے لئے بیٹھا' تب یہ سونے والا جاگا' پس اگر اس کو معلوم ہے کہ یہ دوسری رکعتیں ہیں تو سلام پھیر کے اس میں شریک ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد کھڑے ہو کر مسبوق کی طرح دو رکعت پڑھے پھر امام کے ساتھ اگلی تراویح میں شریک ہو جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ ہندیہ)

تین مسئلے

مسئلہ :-- امام کو چاہئے کہ تراویح کے دوران پورے قرآن شریف میں ایک مرتبہ کسی بھی سورت کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بھی زور سے پڑھے، آہستہ پڑھنے سے امام کا قرآن شریف تو پورا ہو جائے گا مگر مقتدیوں کا پورا نہ ہوگا۔ (فتاوٰی محمودیہ)

مسئلہ :-- اگر کوئی آیت چھوٹ گئی اور کچھ حصّہ آگے پڑھ کر یاد آیا کہ فلاں آیت چھوٹ گئی ہے، تو اس چھوٹی ہوئی آیت کے پڑھنے کے بعد آگے پڑھے ہوئے حصّہ کا اعادہ بھی مستحب ہے۔

(فتاوٰی محمودیہ بحوالہ ہندیہ صفحہ ۱۱۸)

مسئلہ :-- کسی چھوٹی سورت کا فصل کرنا دو رکعت کے درمیان فرائض میں مکروہ ہے تراویح میں مکروہ نہیں۔ (فتاوٰی محمودیہ بحوالہ بحر)

تراویح کی قضا نہیں ہے

مسئلہ :-- اگر تراویح کسی وجہ سے فوت ہو جائیں اور رات گزر جائے تو دن میں یا کسی اور وقت ان کی قضا نہیں، نہ جماعت کے ساتھ نہ بغیر جماعت کے۔ اگر کسی نے قضا کی تو وہ تراویح نہ ہوں گی بلکہ نفلیں ہوں گی۔

(فتاوٰی محمودیہ بحوالہ بحر)

کیونکہ قضا فرائض اور واجبات یا فجر کی سنتوں کی ہوئی ہے۔

(درمختار و ہندیہ)

تراویح میں سجدہ تلاوت کے احکام

مسئلہ :-- آیت سجدہ کے بعد فوراً ہی سجدہ تلاوت کرنا افضل ہے لیکن اگر نماز میں آیت سجدہ کے بعد سجدہ تلاوت نہ کیا بلکہ رکوع کرلیا اور اس میں اس سجدہ تلاوت کی نیت کرلی تب بھی سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ اور اگر رکوع میں نیت نہیں کی تو اس کے بعد نماز کے سجدہ سے بلا نیت بھی یہ سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ لیکن یہ جب ہے کہ آیت سجدہ کے بعد تین آیتوں سے زیادہ نہ پڑھا ہو' اگر آیت سجدہ کے بعد تین آیتوں سے زیادہ پڑھ چکا ہو تو اب اس سجدہ تلاوت کا وقت جاتا رہا' نہ نماز میں ادا ہو سکتا ہے نہ خارج نماز بلکہ توبہ و استغفار کرنا چاہئے۔

(محیط' فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط)

مسئلہ :-- اگر آیت سجدہ جو کہ سورت کے ختم پر ہے پڑھ کر سجدہ کیا تو اب سجدہ سے اٹھ کر فوراً رکوع نہ کیا جائے (اس خیال سے کہ سورت ختم ہو ہی گئی) بلکہ تین آیت کی مقدار پڑھ کر رکوع کرنا چاہئے۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط)

مسئلہ :-- آیت سجدہ پڑھنے والے اور سننے والے دونوں پر سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط)

مسئلہ :-- سورۃ حج میں پہلا سجدہ واجب ہے' دوسرا نہیں۔

(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط)

مسئلہ :۔ اگر خارج نماز آیت سجدہ کی تلاوت کی، مگر سجدہ نہیں کیا، نماز میں وہی آیت دوبارہ پڑھی اور سجدہ کیا تو یہ سجدہ دونوں دفعہ کے لئے کافی ہو جائے گا اور اگر پہلے سجدہ کرلیا تھا تو اب دوبارہ بھی سجدہ کرنا واجب ہے۔
(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط)

مسئلہ :۔ اگر امام نے آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا اور کوئی شخص آیت سجدہ سن کر امام کے ساتھ اس سجدے کے بعد اس رکعت میں شریک ہو گیا تو اس کے ذمہ سے یہ سجدہ ساقط ہو گیا، اور اگر اس رکعت میں شریک نہیں ہوا تو اس کو خارجِ صلوٰۃ علیحدہ سجدہ کرنا واجب ہے۔
(فتاویٰ محمودیہ بحوالہ محیط)

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ
واصحابہ وبارك وسلم تسلیما
کثیرا کثیرا

(بشکریہ "البلاغ" کراچی، مئی ۱۹۸۷ء)

